’بتانِ رنگ وخوں‘ میں ایک اور اضافہ... ’مذہب‘!

یہ ہے وہ وجہ جو بار بار ہمیں ”انسان“ بننے اور اشیاء کو ”انسان“ کی نظر سے دیکھنے کے سبق دیے جا رہے ہیں۔ اِس ”انسان“ کا مطلب کون نہیں جانتا... بشرطیکہ آپ نے ”ہیومن ازم“ سے کچھ واقفیت پا رکھی ہو؟ اس اصل کہانی کو تو پیچھے رکھا جا رہا ہے البتہ ”انسانیت“ کے اسباق کی ہم پر بھرمار کر دی گئی ہے۔ آخر ہمارے مبلغین کہاں ہیں جو اِس ”انسانیت“ کا پردہ چاک کریں کہ دراصل اس سے مراد ”انسان پرستی“ ہے جو ”خدا پرستی“ کا باقاعدہ متبادل ہے۔ ”خدا پرستی“ جس کو ہم اپنے الفاظ میں ”توحید“ یا ”اسلام“ کہتے ہیں، یہ ہیومن ازم اس کا باقاعدہ متبادل ہے۔ یہ ہے وہ مطلب جو ہمارے ذہنوں میں ہی نہیں ہمارے رویوں کے اندر اتارا جا رہا ہے کہ ہم اشیاء کو ”مسلمان“ کے طور پر نہیں بلکہ ”انسان“ کے طور دیکھیں! ملتوں کے فرق کو ایک ”مسلم“ اور ”موحد“ کی نظر سے نہیں ایک ”انسان“ کی نظر سے لیں! یہ تو دین بدلنا ہوا؛ یعنی ہم دنیا کے جملہ امور اور مسائل کو، خصوصاً ملتوں کے فرق کو، ”اسلام“ کی بجائے کسی اور پیمانے پر جانچیں۔ یہ سب ’چھوٹے موٹے‘ مظاہر جو فی الوقت ہمارے سامنے لائے جا رہے ہیں، درحقیقت ایک نئے دین کی ترویج ہے۔

چنانچہ اب تابڑتوڑ، آپ کے بچوں، جوانوں اور ’باشعور‘ عوام پر اِنہی ’تعلیمات‘ کی بوچھاڑ ہو رہی ہے... بھائی خدارا پیار کرو۔ محبت کرو۔ انسانوں کو ”انسان“ کے سوا کسی اور نظر سے دیکھنا حرام جانو۔ بلکہ کفر جانو (کفر اَب دنیا میں ہے تو بس یہی ہے کہ لوگوں کو ”انبیاء کا پیروکار“ یا ”انبیاء کا منکر“ میں بانٹ کر دیکھو!)۔ انسانوں کو صرف اِس ایک نظر سے دیکھو کہ یہ ”انسان“ ہیں؛ اِس کے علاوہ یہ کچھ نہیں۔ مسلم ہیں، ہندو ہیں، سکھ ہیں، یہودی ہیں، عیسائی ہیں، مجوسی ہیں، دہریہ ہیں... سب ’بعد کی بات‘ ہے... بہت ہی ’بعد کی بات‘۔ بلکہ ’بعد کی بات‘ بھی تب تک ہے جب تک ’دینی حمیت‘ کے وہ پرانے باقیات تمہارے اپنے دماغوں سے کھرچ نہیں دیے جاتے اور جو کہ ایک لانگ ٹرم پراجیکٹ ہے، **ہاں یہ پراجیکٹ سرے**

لگے تو کسی کا مسلم ہونا، یا ہندو یا سکھ ہونا، یا یہودی، عیسائی، مجوسی یا دہریہ ہونا، انبیاء سے وابستہ یا انبیاء کا انکاری ہونا 'بعد کی بات' بھی نہیں رہے گی بلکہ ایک "بیہودہ" بات ہو جائے گی۔ آپ آنکھیں کھول کر دیکھنے پر تیار ہوں تو سب معاملہ بڑی تیزی اور کامیابی کے ساتھ ادھر ہی کو جا رہا ہے؛ جہاں "دین" ایک اضافی چیز ہو جائے گا؛ انسانوں کو پہچاننے اور ممیز کرنے کے حوالے سے ایک 'غیر اہم' نہیں بلکہ "غیر معقول" بنیاد قرار پائے گی۔

یعنی ایک نئی ملت، جس میں سب دوسری ملتیں ضم ہو جانے والی ہیں۔ 'بتانِ رنگ و خوں'[1] کی طرح اس میں گم ہو جانے والی ہیں۔ یہ سب پہچانیں اس نئی "ملت" (ہیومن ازم) کے اندر اپنی ایک کمتر حیثیت میں رہیں گی ضرور، کیونکہ کسی کے رنگ، نسل، خون، مذہب اور جنس کو تبدیل کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں۔ البتہ یہ کسی "تفریق" یا "تمیز" کی بنیاد نہیں ہوگی۔ یہ بنیاد جس پر "تفریق" کرنا جائز ہو سکتا ہے، جہاں ضرورت ہو، "ہیومن اسٹ" عقیدہ آپ کو خود تجویز کر کے دے گا!

آپ غور فرمائیں تو "ملت" کا تصور ہی درحقیقت یہاں سے آتا ہے یعنی انسانوں کو جوڑنے اور توڑنے کی بنیاد۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بنیاد "اسلام" (خدا کا بندہ ہونا) نہیں بلکہ "انسانیت" خود ہے یا "انسانیت" کی اپنی پاس کی ہوئی کوئی چیز مانند "وطن" وغیرہ۔ یعنی وہ خدا کا بندہ ہو یا خدا کے کسی شریک اور ہمسر کا بندہ بن گیا ہو، انسانوں کے مابین <u>تمیز</u> کی یہ بنیاد بہر حال نہیں۔ ہمارے نام نہاد دانشور جو ہمارے سادہ لوح نوجوانوں کے حلق سے "ہیومن ازم" کی یہ خوراکیں اتار رہے ہیں مکاری سے کام نہ لیں تو آپ کو بتائیں گے کہ ان کی اِس نئی ملت میں "دین" کو انسانوں کے مابین تمیز کے حوالہ سے وہ حیثیت بھی حاصل نہیں جو 'بتانِ رنگ و خون' کو حاصل ہے؛ **کیونکہ رنگ، خون، ملک وغیرہ ثابت وغیر متغیر قدریں ہیں یعنی ان کو آپ تبدیل نہیں کرسکتے لہٰذا انسانوں کے مابین تمیز اور پہچان کے حوالے سے یہ پھر کسی**

---

[1] ہر ملت کا یہی دستور ہے۔ وہ خود تو انسانوں کے مابین تفریق کی ایسی 'عظیم' بنیاد ہوتی ہے جو نہ صرف جائز بلکہ واجب بلکہ اوجب الواجبات ہو۔ البتہ انسانوں کے مابین تمیز کے باقی حوالوں (رنگ، خون، نسل، جنس وغیرہ) کو ظاہر ہے ختم تو کر نہیں سکتی، مگر ان کی یہ حیثیت ضرور ختم کر دیتی ہے کہ وہ انسانوں کے مابین فرق کی کوئی اہم بنیاد ہو۔

درجے میں معتبر ہیں۔ <u>البتہ آدمی کا "دین" چونکہ بڑی آسانی کے ساتھ تبدیل ہو سکتا ہے اور اس کو تبدیل کرنے پر اتنی بھی تکلیف یالاگت نہیں آتی جتنی 'جنس' کی تبدیلی پر، لہٰذا دین کی یہ حیثیت کہ یہ انسانوں کے مابین لکیر کھینچ ڈالنے کی بنیاد ہو آخری درجے کی رد ہونے والی چیز ہے</u>۔ یعنی ملتِ ہیومن ازم کے اندر "دین" جس حیثیت میں قبول ہے وہ 'خون' اور 'چمڑی کے رنگ' سے بھی کمتر ہو گی۔ پس جہالت کا عذر دینا ہو تو اور بات ہے ورنہ ہیومن ازم پر صاف صاف ایمان رکھنے والے شخص کا مسلمان رہنا ناممکنات میں ہے۔ یہ لوگ جو کچھ کہلانا چاہیں کہلائیں مگر "مسلمان" ایک شرعی حقیقت ہے، یہ کوئی 'سماجی محاورہ' بہر حال نہیں۔